Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون ۴۹۶

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم جمعرات

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۶۴/۲۹	۳ محرم ۱۳۹۵ھ ۔ ۱۶ صلح ۱۳۵۴ہش ۔ ۱۶ جنوری ۱۹۷۵ء	نمبر ۱۳

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۶ صلح۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مُرسلہ آج صبح کی اطلاع یہ ہے:۔

طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

احبابِ جماعت حضور ایدہ اللہ کی صحت و عافیت کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

ربوہ ۱۶ صلح۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ نزلہ، زکام اور کھانسی کی شکایت ہے گلے پر بھی اثر ہے۔ رات بخار بھی ہو گیا تھا۔

احبابِ جماعت حضرت سیدہ مدظلہا کی صحتِ کاملہ و عاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے خاص توجہ اور درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ ۱۶ صلح۔ محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی طبیعت پہلے سے بہتر ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے محترم میاں صاحب موصوف کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

غیر محدود فراخی کا وعدہ

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ فرمودہ ۱۹ ستمبر ۱۹۴۴ء میں فرمایا:۔

"قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔ یعنی ہر تنگی جو مومن پر آتی ہے اسکے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیر محدود وسعت نصیب ہوتی ہے جس کے کم سے کم دو جلوے ہوا کرتے ہیں۔ دوسری جگہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ۔ یعنی جو شخص بھی اپنے رب کے مقام سے خوف کرتا ہے اس کو دو جنتیں ملتی ہیں۔ گویا یہاں بھی دو جنتوں کا ذکر ہے اور وہاں بھی ایک عُسر کے ساتھ دو یُسر بیان فرمائے ہیں۔ گویا ہر ایک عُسر کے ساتھ دو یُسر کا وعدہ کیا گیا ہے۔ گو عُسر کا لفظ بھی دُہرایا ہے مگر مراد ایک ہی عُسر ہے کیونکہ اس پر ال لگایا ہے یعنی وہی عُسر جو ہم نے پہلے بیان کیا ہے اسی کا دوبارہ ذکر کرتے ہیں مگر یُسر پر ال نہیں جس کے معنے یہ ہیں کہ یہ پہلا ہی یُسر نہیں بلکہ نیا ہے اور جس یُسر کا ذکر پہلی آیت میں ہے اسی کا ذکر دوسری میں نہیں بلکہ اس میں ایک نئے یُسر کا ذکر ہے۔ اور دوسرے نکرہ ہونے کی وجہ سے اس میں ایک غیر محدود دین پایا جاتا ہے۔ کوئی چیز جو انسان کے ذہن میں مستحضر نہ ہو محدود نہیں ہوا کرتی بلکہ اس کی عدد کا تعلق خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے ساتھ ہوا کرتا ہے جتنا یُسر ہم خدا تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل کو جذب کرنے کے ساتھ بڑھاتے جائیں اتنا ہی وہ بڑھتا چلا جائے گا یعنی انسانی اعمال اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل کو جتنا بڑھاتے جائیں گے اتنا ہی یُسر بڑھتا چلا جائے گا۔"

(خطباتِ محمود جلد اوّل صفحہ ۴۷۰)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہمارے دوستوں کے لئے ضروری ہے کہ اس پُر آشوب زمانہ میں تقویٰ اختیار کریں

ہر ایک جگہ تلاش کرلو یہی پاؤ گے کہ سچّا تقویٰ اُٹھ گیا ہے اور سچّا ایمان بالکل نہیں ہے

"ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اِس پُر آشوب زمانہ میں جبکہ ہر طرف ضلالت، غفلت اور گمراہی کی ہوا چل رہی ہے تقویٰ اختیار کریں۔ دُنیا کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی عظمت نہیں ہے حقوق اور وصایا کی پروا نہیں ہے۔ دُنیا اور اس کے کاموں میں حد سے زیادہ انہماک ہے۔ ذرا سا نقصان دُنیا کا ہوتا دیکھ کر دین کے حصّہ کو ترک کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ضائع کر دیتے ہیں جیسے کہ یہ سب باتیں مقدمہ بازیوں اور شرکاء کے ساتھ تقسیمِ حصّہ میں دیکھی جاتی ہیں۔ لالچ کی نیت سے ایک دوسرے سے پیش آتے ہیں نفسانی جذبات کے مقابلہ میں بہت کمزور واقع ہوئے ہیں۔ اس وقت تک کہ خُدا نے ان کو کمزور کر رکھا ہے گناہ کی جُرأت نہیں کرتے مگر جب ذرا کمزوری رفع ہوئی اور گناہ کا موقع ملا تو جھٹ اس کے مرتکب ہوتے ہیں۔ آج اس زمانہ میں ہر ایک جگہ تلاش کرلو تو یہی پتہ ملے گا کہ گویا سچّا تقویٰ اُٹھ گیا ہوا ہے اور سچّا ایمان بالکل نہیں ہے لیکن چونکہ خُدا تعالیٰ کو منظور ہے کہ ان کے سچّے تقویٰ اور ایمان کا تخم ہرگز ضائع نہ کرے جب دیکھتا ہے کہ اب فصل بالکل تباہ ہونے پر آتی ہے تو اور فصل پیدا کر دیتا ہے۔

وہی تازہ بتازہ قرآن موجود ہے جیسا کہ خُدا تعالیٰ نے کہا تھا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ بہت سا حصّہ احادیث کا بھی موجود ہے اور برکات بھی ہیں مگر دلوں میں ایمان اور عملی حالت بالکل نہیں ہے۔ خُدا تعالیٰ نے مجھے اسی لئے مبعوث کیا ہے کہ یہ باتیں پھر پیدا ہوں۔ خدا نے جب دیکھا کہ میدان خالی ہے تو اس کی الوہیت کے تقاضا نے ہرگز پسند نہ کیا کہ یہ میدان خالی رہے اور لوگ ایسے ہی دُور رہیں اس لئے اب اُن کے مقابلہ میں خُدا تعالیٰ ایک نئی قوم زندوں کی پیدا کرنا چاہتا ہے اور اسی لئے ہماری تبلیغ ہے کہ تقویٰ کی زندگی حاصل ہو جاوے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۹۵، ۳۹۶)

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وادئ قراقرم کا قیامت خیز زلزلہ:۔

"میں نے سولہ گھنٹے موت کی وادی میں گزارے"

"پہاڑ پتھر برسا رہے تھے اور زمین انسانوں کو نگل رہی تھی"

۲۸؍دسمبر ۱۹۷۴ء کی شام کو سوات اور ہزارہ کے اضلاع میں جو قیامت خیز زلزلہ آیا اور اس کے نتیجہ میں جو تباہی پھیلی، اُس کے متعلق روزنامہ "مشرق" لاہور کے ہفتہ وار ایڈیشن (سنڈے مشرق) مورخہ ۵؍جنوری ۱۹۷۵ء میں فیض باغ لاہور کے دکاندار محمد صادق خان کے تأثرات شائع ہوئے ہیں۔۔ جس وقت زلزلہ آیا وہ گلگت جاتے ہوئے وادئ قراقرم میں سے گزر رہے تھے۔ زلزلہ کے نتیجہ میں ہونے والی تباہی کا منظر انہوں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ان کے تأثرات ذیل میں من وعن شائع کئے جا رہے ہیں:۔ (ادارہ)

"میں ۱۶ گھنٹے موت کی وادی میں گزار کر زندہ و سالم واپس آ گیا ہوں۔ لیکن یوں لگتا ہے کہ میں اپنی زندگی کی تمام توانائیاں، تابانیاں اور خوشیاں کوہ قراقرم کے ٹوٹے بکھرے پہاڑوں، چٹختی ہوئی چٹانوں اور آگ اُگلتے پتھروں کے درمیان چھوڑ آیا ہوں۔ میری نگاہوں کے سامنے آج بھی ہیبت ناک اور درد انگیز مناظر گھوم رہے ہیں۔ جب زمین کا سینہ شق ہو رہا تھا اور آسمان سے پتھروں کی بارش ہو رہی تھی۔

میں نے موت کو اپنی آنکھوں سے انسانوں کا شکار کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میری نظروں کے سامنے ہنستے بستے گھروندے پیوست زمین ہوئے ہیں۔ میں نے فطرت کی حشر سامانیاں اور انسان کی بے بسی کا رقت انگیز نظارہ کیا ہے۔ میں نے بلند و بالا پہاڑوں کو سرنگوں ہوتے اور برف پوش چوٹیوں کو تھرتھراتے اور کپکپاتے ہوئے دیکھا ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ مائیں بچوں کو پکار رہی ہیں۔ بہنیں بھائیوں کو صدائیں دے رہی ہیں اور بیویاں شوہروں کی لاشوں پر بین کر رہی ہیں۔ تکبیر اور چیخوں کی آوازیں گڈمڈ ہو رہی تھیں اور انسان کو انسان کی پہچان بھول گئی تھی"۔

یہ تأثرات فیض باغ لاہور کے نوجوان دکاندار محمد صادق خان کے ہیں جو ۲۸؍دسمبر کی شام کو بشام سے چند میل دُور شاہ قراقرم پر زلزلے کے درمیان گھر گیا تھا۔ محمد صادق خان چند روز قبل زخمی حالت میں لاہور پہنچا ہے اور زلزلے کی تباہ کاریوں اور شمالی علاقوں میں برپا ہونیوالی قیامت صغریٰ کا عینی شاہد ہے۔ محمد صادق خان معجزانہ طور پر بچ گیا ہے جب کہ اس کے کئی ہم سفر ساتھی موقعہ پر ہی ہلاک ہو گئے تھے۔ محمد صادق خان نے ان ۱۶ گھنٹوں کی روئیداد ان الفاظ میں بیان کی ہے:

"میں ۲۷ دسمبر کو گلگت جانے کے لئے لاہور سے روانہ ہوا اور ۲۸؍دسمبر کو قریباً ساڑھے چار بجے ضلع سوات کے ایک قصبے بشام پہنچ گیا۔ یہاں کچھ دیر سستانے کے بعد اپنی منزل کی طرف چل پڑا۔ ہم چار افراد ایک جیپ میں سوار تھے۔ ڈرائیور کنڈیکٹر اور تیسرا مسافر حقیقی بھائی تھے۔ بشام سے چار میل گئے ہوں گے کہ سڑک کے کنارے ایک پہاڑی سے چند پتھر لڑھکے اور سڑک پر آ گرے۔ پتھر گرنے سے مجھے ایک انجانے خطرے کا احساس ہوا لیکن میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ اس علاقے میں چند لمحوں بعد قیامت ٹوٹنے والی ہے اور تاریخ کا ایک ہولناک زلزلہ ان سرسبز و شاداب وادیوں اور نظر فریب مناظر کو تاراج کر دے گا۔ میں نے گھڑی دیکھی تو شام کے پونے پانچ بج رہے تھے۔ ہماری جیپ ایک عمودی پہاڑ کے نیچے سے گزر کر قریباً سو گز آگے گئی ہو گی کہ پورا پہاڑ دھڑام سے نیچے آ گرا موت ہمیں چھوڑ کر گزر گئی تھی۔ میرا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

موت سے اچانک بچ جانے کے احساس سے میرے سینے میں ایک سرد لہر سی اُتر گئی اور میں جیپ سے نیچے چھلانگ لگا کر سڑک کے کنارے ایسے بیٹھ گیا جیسے میرے جسم کا تمام خون نچڑ گیا ہو۔ پہاڑ گرا تو مجھے پتہ چلا کہ ہم زلزلے کی لپیٹ میں آ گئے ہیں اور اسکے بعد تو پورا علاقہ خوفناک گڑگڑاہٹ اور دل دہلا دینے والے دھماکوں سے گونج اٹھا۔ زمین ایسے کانپ رہی تھی جیسے جھولے پر کھڑی ہو۔ چاروں طرف گھُپ اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ آسمان سے پتھروں کی بارش ہو رہی تھی اور بڑی بڑی چٹانیں چیخ چیخ کر ٹوٹ رہی تھیں۔ بھاری پتھر آپس میں ٹکراتے تو ان میں سے شعلے پیدا ہوتے۔ پہاڑ کا وزنی تودہ زمین پر گرتا تو محسوس ہوتا ایک ساتھ کئی توپیں داغی جا رہی ہوں۔

ہماری جیپ سے تھوڑی دُور آگے ایک فوجی گاڑی سے تھوڑے فاصلے پر مال بردار ٹرکوں اور مسافر فوجیوں کی ایک قطار تھی۔ میں نے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ کر دیکھا لیکن مجھے سڑک پر پتھروں اور ٹوٹی ہوئی چٹانوں کے انبار کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔ اسی اثناء میں مجھے اپنی جیپ کے اندر سے کسی کے کراہنے کی آواز آئی۔ میں نے گھوم کر دیکھا۔ جیپ ڈرائیور اور اس کا بھائی خوف سے سہمے کھڑے تھے اور نو عمر کنڈیکٹر بے ہوش پڑا تھا۔ میں نے دونوں بھائیوں کی مدد سے بے ہوش کنڈیکٹر کو اندر سے نکالا اور اسے سڑک کے کنارے ایک ایسی جگہ پر لٹا دیا جہاں پتھر گرنے کا خطرہ نہیں تھا۔ ابھی میں اس طرف سے فارغ ہی ہوا تھا کہ لکڑیوں کے بھاری گٹھے اُٹھائے ہوئے چند مقامی باشندے ہماری طرف آئے اور مجھے پشتو میں کہنے لگے کہ فوجی گاڑی پر ایک چٹان گری ہے اور گاڑی میں سوار فوجی زخموں سے کراہ رہے ہیں۔ مقامی باشندوں نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ ان کے خیال میں کئی مسافر مر گئے ہیں۔ میں نے مقامی باشندوں سے زخمی فوجیوں کو ملبے سے باہر نکالنے کے لئے مدد مانگی مگر وہ موت سے اتنا خوفزدہ ہو چکے تھے کہ چیختے ہوئے ایک طرف بھاگ گئے۔ میں نے اپنی جیپ کے مسافروں سے کہا کہ وہ میرے ساتھ چلیں لیکن ان پر بھی سکتہ سا طاری تھا اور وہ بُت بنے مجھے پھٹی پھٹی نظروں سے گھورتے رہے۔ اُن کی حالت کا اندازہ کر کے میں زخمی فوجیوں کو بچانے کے لئے اکیلا ہی چل پڑا۔ میں نے دیکھا گاڑی کا اگلا حصہ بھاری پتھر گرنے سے بُری طرح پچک گیا ہے اور فرنٹ سیٹ پر نیم لیٹے ہوئے دو جوان خون میں نہا چکے ہیں۔ ان میں سے ایک کا بازو ٹوٹ گیا تھا اور دوسرے کی دائیں پسلی کی ہڈیاں گوشت میں دھنس گئی تھیں میں انہیں سہارا دے کر باہر نکال رہا تھا کہ چٹان کے نیچے سے کسی کے کراہنے اور چیخنے کی آواز سُنائی دی۔ ایک زخمی فوجی نے کہا۔ ہمارا ایک ساتھی چٹان کے نیچے دبا پڑا ہے۔ خدا کے لئے اسے باہر نکالو"۔ میں نے بڑی مشکل سے ایک بھاری پتھر سرکایا۔ پتھر کے نیچے ایک جوان اوندھے منہ پڑا کلمہ پڑھ رہا تھا۔ میں نے اُسے اُوپر کھینچا تو اس کی دائیں ٹانگ پتھروں ہی میں پھنسی رہ گئی ایک نوکیلے پتھر نے اُس کی دائیں ٹانگ کو کاٹ کر رکھ دیا تھا میں نے زخمی جوان کو بازوؤں پر اُٹھایا اور بڑی مشکل سے اپنی جیپ تک پہنچایا۔ ان زخمی فوجیوں کی زبانی پتہ چلا کہ ان سے آگے والا ٹرک ایک پہاڑی کے نیچے دب گیا ہے اور یقیناً ٹرک کا کوئی مسافر زندہ نہیں بچا ہو گا۔ اب زخمی جوانوں کو بشام پہنچانے کا مسئلہ تھا۔ میں نے جیپ والوں سے کہا کہ وہ خدا کا نام لیں اور انہیں بشام پہنچا دیں۔ مگر وہ تینوں بھائی اس جگہ سے ہٹنے کے لئے تیار نہیں تھے۔

ان کے بڑے بھائی نے بڑی بے بسی سے کہا ہم تین بھائی موت کے درمیان کھڑے ہوئے ہیں۔ ہماری جوان بہنیں ہیں ہم نہیں چاہتے کہ تمام بھائی مر جائیں آپ ایک بھائی کو اپنے ساتھ لے جائیں اس کی زندگی ہو گی تو بچ جائیگا۔ لیکن ابھی اُس نے اپنا فقرہ مکمل بھی نہیں کیا تھا کہ اُوپر سے ایک چٹان لڑھکتی ہوئی آئی اور ہم سے تھوڑی دُور سڑک پر آن گری۔ میں نے ان لوگوں سے کہا کہ موت یہاں بھی آ سکتی ہے۔ اگر ہماری زندگی کے دن پورے نہیں ہوئے تو زندہ سلامت یہاں سے چلے جائیں گے۔ اور اگر قسمت میں مرنا لکھا ہے تو ہمیں کوئی نہیں بچا سکے گا۔ میری بات ان کی سمجھ میں آ گئی اور وہ بشام جانے کے لئے راضی ہو گئے۔ خدا کی قدرت دیکھئے جونہی ہماری جیپ وہاں سے ہٹی، پُورا پہاڑ اس جگہ آ گرا۔ زندگی نے ایک بار پھر موت سے پہلو بچا لیا تھا"۔ میں جیپ سے آگے آگے پیدل چلنے لگا۔ زلزلے کے جھٹکے اسی شدت سے جاری تھے۔ ہلکی ہلکی برف باری ہو رہی تھی۔ چٹانوں کے چیخنے اور ٹوٹنے کی خوفناک آوازوں کے سوا کچھ سُنائی نہیں دیتا تھا۔ گھڑگھڑاہٹ تھی۔ تھرتھراہٹ تھی اور یوں محسوس ہو رہا تھا کہ زمین قدموں کے نیچے سے کھسک رہی ہے۔ بمشکل تمام بشام پہنچے تو وہاں کا منظر دیکھ کر آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ سینکڑوں سہمی ہوئی عورتیں، بچے اور بوڑھے اپنے گھروں سے نکل کر کھلی جگہوں پر بیٹھے بلند آواز سے کلمہ پڑھ رہے تھے اور ان کے ہاتھ دُعا کے لئے اُٹھے ہوئے تھے۔

میں شام پانچ بجے اس علاقے میں داخل ہوا اور دوسری صبح دس بجے لاشوں کے اس خطے سے باہر نکلنے میں کامیاب ہو سکا۔ ان خون آشام گھڑیوں اور منحوس لمحات کے دوران اتنے دردناک اور اندوہناک واقعات دیکھنے میں آئے کہ الفاظ میں بیان نہیں کئے جا سکتے۔ بشام سے پانچ میل دُور پہاڑی کے دامن میں ایک گھر کے اندر ۱۷ لاشیں پڑی تھیں۔

میں نے کوہِ قراقرم سے گھرے ہوئے اس علاقے میں پہاڑ پھٹنے اور زمین کا سینہ شق ہونے کے جو مناظر دیکھے ہیں۔ ان کی ہولناکی اور خوف سے آج بھی لرزہ براندام ہوں۔ میرے کانوں میں مرنے والوں کی چیخیں اور زخمیوں کی آہ و بکا ابھی تک سُنائی دے رہی ہے اور میں محسوس کر رہا ہوں کہ زمین ہل رہی ہے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو رہے ہیں"۔

("سنڈے مشرق" لاہور ۵؍جنوری ۱۹۷۵ء)

"ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے۔ سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلّق ہو...... اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں۔ سو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سُنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو...... جب سے خدا نے آسمان اور زمین کو بنایا ہے کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا کہ اُس نے نیکوں کو تباہ اور ہلاک اور نیست و نابود کر دیا ہو۔ بلکہ ان کے لئے بڑے بڑے کام دکھلاتا رہا ہے اور اب بھی دکھلائے گا"۔ (مسیح موعودؑ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسئلہ جہاد از روئے اسلام

(محترم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری فاضل)

(۴)

جہاد اصغر کے لئے شرعی شرائط

مکی زندگی میں مسلمانوں کو صبر اور عفو کی متواتر تعلیم ملتی رہی۔ انہیں دشمنوں سے جنگ کرنے یا مقابلہ کرنے کی اجازت نہ تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً فرما دیا تھا اُمرتُ بالعفو فلا تقاتلوا (کما فی حاشیہ جلالین ص۲۹) کہ میں عفو و درگزر پر مامور ہوں اسلئے تم لوگ بھی جنگ نہ کرو۔

مکی زندگی کے تیرہ سالہ بے پناہ مظالم کو برداشت کرنے کے بعد جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ میں پناہ گزین ہو گئے تو کفار مکہ نے مسلمانوں کی جان و مال کو برباد کرنے کے لئے مدینہ پر چڑھائی کی۔ تب اللہ تعالیٰ نے مظلوم مسلمانوں کو دفاعی جنگ کی اجازت فرمائی۔ اس اجازت جہاد بالسیف کے سلسلہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے:۔

"نہایت جابرانہ اور ظالمانہ کارروائیاں ان (کفار مکہ) سے ظہور میں آئیں اور انہوں نے دردناک طریقوں سے کئی مسلمانوں کو ہلاک کیا اور ایک زمانہ دراز تک جو تیرہ برس کی مدت تھی ان کی طرف سے یہی کارروائی رہی اور نہایت بے رحمی کی طرز سے خدا کے وفادار بندے اور نوع انسان کے فخر ان شریر درندوں کی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے۔ اس پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے قطعی طور پر یہ تاکید تھی کہ شر کا ہرگز مقابلہ نہ کرو۔ چنانچہ ان برگزیدہ راستبازوں نے ایسا ہی کیا۔ ان کے خونوں سے کوچے سرخ ہو گئے پر انہوں نے دم نہ مارا۔ وہ قربانیوں کی طرح ذبح کئے گئے پر انہوں نے آہ نہ کی۔ خدا کے پاک اور مقدس رسول کو جس پر زمین اور آسمان سے بے شمار سلام ہیں بارہا پتھر مار مار کر خون سے آلودہ کیا گیا مگر اس صدق اور استقامت کے پہاڑ نے ان تمام آزاروں کی دلی انشراح اور محبت سے برداشت کی۔ ان صابرانہ اور عاجزانہ روشوں سے مخالفوں کی شوخی دن بدن بڑھتی گئی اور انہوں نے اس مقدس جماعت کو اپنا ایک شکار سمجھ لیا۔ تب اس خدا نے جو نہیں چاہتا کہ زمین پر ظلم اور بے رحمی حد سے گزر جائے اپنے مظلوم بندوں کو یاد کیا اور اس کا غضب شریروں پر بھڑکا اور اس نے اپنی پاک کلام قرآن شریف کے ذریعہ سے اپنے مظلوم بندوں کو اطلاع دی کہ جو کچھ تمہارے ساتھ ہو رہا ہے میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں میں تمہیں آج سے مقابلہ کی اجازت دیتا ہوں اور میں خدائے قادر ہوں ظالموں کو بے سزا نہیں چھوڑوں گا۔ یہ حکم تھا جس کا دوسرے لفظوں میں جہاد نام رکھا گیا اور اس حکم کی اصل عبارت جو قرآن شریف میں اب تک موجود ہے یہ ہے

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ"

(رسالہ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ ۱۱-۱۲)

مظلوم مسلمانوں کو قتال و دفاع کی اجازت کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَهُم بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ (توبہ ع۲) کہ جنگ کرنے میں پہل کفار نے کی ہے تم تو دفاعی لڑائی لڑ رہے ہو۔

پھر حکم دیا:۔

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ○

(بقرہ ع ۲۴)

کہ مسلمانو! تم راہ خدا میں صرف ان لوگوں سے جنگ کرنے کے مجاز ہو جو تم سے جنگ کرتے ہیں کسی قسم کی زیادتی اور اعتداء کی تم کو اجازت نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔

اس حکم کے رو سے مسلمان صرف ان لوگوں سے لڑ سکتے ہیں جو عملاً لڑتے ہوں اور انہوں نے پہل کی ہو۔ عورتوں، بوڑھوں اور بچوں سے جنگ کرنا جائز نہیں صرف جنگجو مردوں سے مقابلہ جائز ہوگا۔

شرائط جہاد کے سلسلہ میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور واضح ارشاد ہے۔ فرمایا:۔

الْإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِن وَرَائِهِ (مسلم)

کہ جنگ کے لئے امام بمنزلہ ڈھال ہوتا ہے۔

علماء کے نزدیک جہاد کے شرائط

اب میں جہاد کے لئے شرعی شرائط کے سلسلہ میں مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی اور دیگر معتمد علماء کا فتویٰ پڑھ کر سناتا ہوں۔ علماء لکھتے ہیں:۔

"جہاد کی کئی شرطیں ہیں جب تک وہ نہ پائی جائیں گی جہاد نہ ہوگا۔ اوّل یہ کہ مسلمانوں کا کوئی امام وقت و سردار ہو۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں ایک نبی کا انبیاء سابقین سے قصہ بیان فرمایا ہے کہ ان کی اُمت نے کہا کہ ہمارا کوئی سردار اور امام وقت ہو تو ہم جہاد کریں۔ الم تر الی الملأ من بنی اسرائیل من بعد موسیٰ اذ قالوا لنبی لھم ابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ الآیۃ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد بغیر امام کے نہیں۔ کیونکہ اگر بغیر امام کے جہاد ہوتا تو ان کو یہ کہنے کی حاجت نہ ہوتی کما لا یخفی۔ اور شرائع من قبلنا جب تک اس کی ممانعت ہماری شرع میں نہ ہو حجت ہے۔ کما لا یخفی علی الماہر بالاصول۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ امام ڈھال ہے اس کے پیچھے ہو کر لڑنا چاہیئے اور اس کے ذریعہ سے بچنا چاہیئے۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الامام جُنّۃ یُقاتل من ورائہ ویتقی بہ الحدیث رواہ البخاری ومسلم۔ اس سے صراحتاً یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جہاد امام کے پیچھے ہو کے کرنا چاہیئے بغیر امام کے نہیں۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اسباب لڑائی کا مثل ہتھیار وغیرہ کے مہیا ہو جس سے کفار کا مقابلہ کیا جاوے ..... ظاہر ہے کہ بے ہتھیار کے کیا کرے گا۔ تیسری شرط یہ ہے کہ مسلمانوں کا کوئی قلعہ یا ملک جائے امن ہو کہ ان کا ملجأ و ماویٰ ہو چنانچہ قرآن کے لفظ قوۃ کی تفسیر عکرمہ نے قلعہ کی ہے۔ قال عکرمۃ القوۃ الحصون انتہی مافی معالم التنزیل للبغوی۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تک مدینہ میں ہجرت نہ کی اور مدینہ جائے پناہ نہ ہوا جہاد فرض نہ ہوا۔ یہ صراحتہً دلالت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتا ہے کہ جائے امن ہوتا بہت ضروری ہے۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ مسلمانوں کا لشکر اتنا ہو کہ کفار کے مقابلہ میں مقابلہ کر سکتا ہو یعنی کفار کے لشکر کے آدھے سے کم نہ ہو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے الآن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفاً فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ واللہ مع الصابرین ... یہ آیت صاف کہتی ہے کہ اپنے سے دگنے سے مقابلہ ہو۔ دگنے سے زیادہ کے نہیں پس جب یہ بات بیان ہو چکی تو میں کہتا ہوں اس زمانہ میں ان چار شرطوں میں سے کوئی شرط بھی موجود نہیں ہے تو کیونکر جہاد ہوگا ہرگز نہیں ہوگا۔

علاوہ بریں ہم لوگ معاہد ہیں۔ سرکار سے عہد کیا ہے پھر کیونکر عہد کے خلاف کر سکتے ہیں۔ عہد شکنی کی مذمت حدیث میں آئی ہے عن انس وعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لکل غادر لواء یوم القیامۃ یعرف بہ رواہ الشیخان۔ عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الغادر ینصب لہ لواء یوم القیامۃ فیقال ھذہ غدرۃ فلان بن فلان رواہ الشیخان۔ اور اسی طرح کی بہت سی حدیثیں ہیں بخوف تطویل کے ترک کی گئی ہیں فقط

سید محمد نذیر حسین۔ سید محمد ابوالحسن سید محمد عبدالسلام غفر لہ محمد یوسف۔ محمد عبدالحمید محمد عبدالصمد خان بن ملا عبدالواحد۔ المعتصم بحبل اللہ الاحد ابوالبرکات حافظ محمد۔ محمد عبدالخالق عفی عنہ کھونوی۔ محمد عبدالغفار محمد عبدالعزیز۔ شہاب الدین محمد اسحاق۔ عبدالغفور۔ کل جوابات صحیح درست ہیں واللہ اعلم۔ وصیت علی عفی عنہ۔ الجواب حق والانتباع بالحق أحق ابوالفضل محمد عبدالسلام تکبیر آبادی۔ الجواب صحیح محمد سعید عفا اللہ عنہ البناری

(فتاویٰ نذیریہ شائع کردہ اہل حدیث اکادمی لاہور جلد سوم صفحہ ۲۸۲ تا ۲۸۴)

مولوی ظفر علی خاں کا بیان

مولوی ظفر علی خان صاحب مدیر زمیندار لاہور لکھتے ہیں:۔

"اسلام نے جب کبھی جہاد کی اجازت دی ہے مخصوص حالات میں دی ہے جہاد ملک گیری کی ہوس کا ذریعہ تکمیل نہیں... اس کے لئے امارت شرط ہے اسلامی حکومت کا نظام شرط ہے دشمنوں کی پیش قدمی اور ابتداء شرط ہے ان تمی شرطوں کے ساتھ جو مسلمان خدا کی راہ میں نکلتا ہے اس کو کوئی شخص مطعون نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر مسلمانوں نے اپنی حکومت و سلطنت کے زمانہ میں کبھی ملک گیری کیلئے توسیع مملکت کے لئے اقوام و امم کو غلام بنانے کے لئے تلوار اٹھائی ہے تو اس کو جہاد سے کوئی تعلق نہیں۔"

(اخبار زمیندار لاہور ۱۴ر جولائی ۱۹۳۶ء)

خواجہ حسن نظامی صاحب کا بیان

خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی اپنے مشہور رسالہ شیخ سنوسی میں لکھتے ہیں:۔

"جہاد کا مسئلہ ہمارے ہاں بچے بچے کو معلوم ہے وہ جانتے ہیں کہ جب کفار مذہبی امور میں حارج ہوں اور امام عادل جس کے پاس حرب و ضرب کا پورا سامان ہو لڑائی کا فتویٰ دے تو جنگ ہر مسلمان پر لازم ہو جاتی ہے مگر انگریز نہ ہمارے مذہبی امور میں دخل دیتے ہیں نہ اور کسی کام میں ایسی زیادتی کرتے ہیں جس کو ظلم سے تعبیر کر سکیں نہ ہمارے پاس سامان حرب ہے ایسی صورت میں ہم لوگ ہرگز ہرگز کسی کا کہنا نہ مانیں گے اور اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالیں گے۔"

(رسالہ شیخ سنوسی صفحہ ۔۔)

سید سلیمان صاحب ندوی کی عبارتیں

مشہور عالم جناب سید سلیمان صاحب ندوی نے اپنی کتاب سیرۃ النبیؐ میں جہاد کی قسموں پر تفصیلی بحث کی ہے چند اقتباس یہ ہیں:۔

(۱) "علمائے دل کی اصطلاح میں جہاد کی سب سے اعلیٰ قسم خود اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا ہے اور اسی کا نام ان کے ہاں جہاد اکبر ہے۔"

(سیرۃ النبیؐ ص ...)

(۲) الف۔ جہاد کی ایک اور قسم جہاد بالعلم ہے دنیا کا تمام شر و فساد جہالت کا نتیجہ ہے اس کا دور کرنا ہر حق طلب کے لئے ضروری ہے ایک انسان کے پاس اگر عقل و معرفت اور علم و دانش کی روشنی ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ اس سے دوسرے تاریک دلوں کو فائدہ پہنچائے تلوار کی دلیل سے قلب میں وہ طمانیت نہیں پیدا ہو سکتی جو دلیل و برہان کی قوت سے لوگوں کے سینوں میں پیدا ہوتی ہے ...... دین کی یہ تبلیغ و دعوت جو سراسر علمی طریق سے ہے جہاد کی ایک قسم ہے اور اسی طریقہ دعوت کا نام جہاد بالقرآن ہے۔"

(سیرۃ النبیؐ ...)

(ب) "امام ابوبکر رازی نے لکھا ہے کہ جہاد بالعلم کا درجہ جہاد بالنفس اور جہاد بالمال دونوں سے بڑھ کر ہے"

(احکام القرآن رازی جلد ...

سیرۃ النبیؐ ص ...)

۳۔ دوسری اجتماعی تحریکوں کی طرح اسلام کو بھی اپنی ہر قسم کی تحریکات اور جد و جہد میں سرمایہ کی ضرورت ہے اس سرمایہ کا فراہم کرنا اور اس کے لئے مسلمانوں کا اپنے اوپر ہر طرح کا ایثار گوارا کرنا جہاد بالمال ہے .... جسمانی جہاد یعنی لڑائی کی ضرورت ہر وقت پیش نہیں آتی لیکن مالی جہاد کی ضرورت ہر وقت اور ہر آن ہوتی ہے۔

(سیرت النبیؐ ...)

۴۔ "دین کے دشمنوں سے اگر مقابلہ آ پڑے اور وہ حق کی مخالفت پر تل جائیں تو ان کو راستہ سے ہٹانا اور اسی صورت میں ان کی جان لینا یا اپنی جان دینا جہاد بالنفس کا انتہائی جذبہ کمال ہے۔"

(ب) "یہ تو وہ جہاد ہے جس کا موقع ہر مسلمان کو پیش نہیں آتا اور جس کو آتا بھی ہے تو عمر میں ایک آدھ دفعہ ہی آتا ہے مگر حق کی راہ میں دائمی جہاد وہ جہاد ہے جو ہر مسلمان کو ہر وقت پیش آ سکتا ہے اس لئے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر امتی پر یہ فرض ہے کہ دین کی حمایت، علم دین کی اشاعت، حق کی نصرت، غریبوں کی امداد، زیر دستوں کی امداد، بیکاروں کی ہدایت، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، اقامت عدل، رد ظلم اور احکام الٰہی کی تعمیل میں ہمہ تن اور ہر وقت لگا رہے یہاں تک کہ اس کی زندگی کی ہر جنبش و سکون ایک جہاد بن جائے اور اس کی پوری زندگی جہاد کا ایک غیر منقطع سلسلہ آ جائے۔"

(سیرۃ النبیؐ ص ...)

ان بیانات سے بالبداہت ثابت ہے کہ اسلام نے جہاد بالسیف کی صرف اسی صورت میں اجازت دی ہے جب کہ اول۔ مسلمان مظلوم ہوں قیام امن کے لئے ان کی تمام کوششیں ناکام ہو چکی ہوں اور دشمنوں نے جارحانہ حملہ میں ابتداء کی ہو وھم بدءوکم اول مرۃ (توبہ ع ۲) دوم مسلمانوں کا نظام ہو ایک واجب الاطاعت امام موجود ہو۔ الامام جنۃ یقاتل من ورائہ (صحیح مسلم) سوم۔ مسلمانوں کے پاس مناسب اور ضروری اسلحہ اور کافی لشکر موجود ہو واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل (انفال ع ۸) چہارم۔ مسلمانوں کا کوئی قلعہ اور جائے پناہ ملک موجود ہو۔ قال عکرمۃ القوۃ: الحصون والاناث (معالم التنزیل) ان شرائط سے عیاں ہے کہ اسلام نے صرف دفاعی جنگ کو جہاد قرار دیا ہے اس نے دین کی اشاعت کیلئے لڑائی کی کسی صورت میں اجازت نہیں دی (باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم ماسٹر علی محمد صاحب مسلم کا ذکرِ خیر

(مکرم مولوی عبد المنان صاحب شاہد مربی سلسلہ احمدیہ ساہیوال)

محترم ماسٹر علی محمد صاحب مسلم ۱۸۹۷ء میں سیّد والا ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے آپ کی طبیعت نیکی اور تقویٰ کی طرف مائل تھی۔ اللہ تعالےٰ کی خاص رہنمائی سے آپ نے ۱۹۱۵ء میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت پائی۔

آپ کو حضرت مصلح الموعود رضی اللہ عنہ سے بہت محبّت اور عشق تھا اور قادیان سے خاص لگاؤ تھا۔ آپ نے ایس وی کلاس پاس کی ہوئی تھی، اس لئے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں ملازمت مل گئی۔ اور ۱۹۱۶ء سے ۱۹۲۸ء تک بچوں کو پڑھانے کا فریضہ سرانجام دیا۔ پھر ۱۹۵۲ء تک ضلع ساہیوال میں مختلف سکولوں میں پڑھاتے رہے۔

ایک دفعہ خاکسار سے بیان کیا کہ مَیں نے مسجد دارالرحمت قادیان میں بچوں کی کلاس جاری کی اور نماز مغرب کے بعد ان کو باقاعدہ نماز ناظرہ اور اس کا ترجمہ اور دینی اور جماعتی مسائل سکھایا کرتا تھا اور جو بچے غیر حاضر ہوتے یا تعاون نہ کرتے تو ان کے والدین کو تاکید کرتا تھا کہ اپنے بچے کو کلاس میں باقاعدہ کریں۔ اِس طریق سے بچے نماز کے عادی ہو گئے اور اُن کو اسلام اور احمدیت کے مسائل سے کافی حد تک واقفیت ہو گئی۔

جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میری اِن مساعی کا علم ہوا تو ایک دن حضور اقدس ہماری حوصلہ افزائی کے لئے بنفسِ نفیس کلاس میں تشریف لائے اور بچوں کو قیمتی نصائح فرمائیں اور مصافحہ سے نوازا۔ اور خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ ایسا ہی انتظام دیگر مساجد میں بھی کریں۔ چنانچہ میں نے ایسا تعلیمی و تربیتی انتظام چند ایک دیگر مساجد میں بھی کیا۔

مکرم مسلم صاحب کو تبلیغ کا بھی بے انتہاء جوش اور شوق تھا۔ ایک موقع پر آپ نے بتایا کہ میری مساعی سے تقریباً ۲۰۰ دو صد احباب جماعت احمدیہ میں شمولیت حاصل کرنے کی سعادت پا چکے ہیں۔

آپ کے افسرانِ بالا اکثر اوقات آپ کو ایسی جگہ متعین کرتے کہ جہاں نیا مدرسہ جاری کرنا مقصود ہوتا تھا اور اس جگہ مدرسے جاری کرنے میں کئی ماسٹر صاحبان کامیاب نہ ہوتے۔ مگر آپ کی بچوں سے شفقت، ان کے والدین سے محبّت، جدوجہد اور حسنِ انتظام سے نیا مدرسہ کامیابی سے جاری ہو جاتا۔ ہندو سکھ آپ کی محنت اور قابلیت اور دیانت اور عمدہ اخلاق کی تعریف کرتے تھے۔

آپ نے ۱۹۵۲ء میں محکمہ تعلیم سے پنشن حاصل کی۔ آپ کے سینکڑوں شاگرد ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہیں۔

آپ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے تھے اور جو تحریک بھی مرکز کی طرف سے جاری ہوتی۔ آپ اوّلین فرصت میں اس میں شمولیت اختیار کرتے تھے۔ تحریکِ جدید، وقفِ جدید، فضلِ عمر فاؤنڈیشن میں حصہ لیا اور صد سالہ جوبلی فنڈ میں دو ہزار ۲۰۰۰ روپیہ کا وعدہ لکھوایا اور اس کا کچھ حصہ قسط وار ادا کرنا شروع کر دیا تھا۔ آپ ساہیوال کی جماعت میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ سیکرٹری تعلیم و تربیت، سیکرٹری اصلاح و ارشاد۔ سیکرٹری وصایا وغیرہ اور کئی سال تک بطور کلرک امیر ضلع کام کیا۔

آپ دعا گو، تہجد گزار، پابند صوم و صلوٰۃ اور صاحبِ کشوف و رؤیا و الہام بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر آپ کو بذریعہ خواب اطلاع فرمائی تھی کہ ان کے بعد اب حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب جماعت کے امام اور خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ منتخب ہوں گے۔

ایک دن خاکسار نے ایک مجلس میں سچائی و صداقت اختیار کرنے کی خوبیوں اور کذب بیانی کی مذمّت پر تقریر کی اور یہ بیان کیا کہ مجھے تلاش رہتی ہے کہ مجھے ایسا آدمی ملے جس نے اپنی ساری عمر میں کبھی ایک دفعہ بھی جھوٹ نہ بولا ہو۔ تو آپ نے فوراً اپنا ہاتھ کھڑا کر دیا۔

آپ احمدی دوستوں سے پُورا پُورا ملاپ رکھتے اور ان کی تعلیم و تربیت کرنے میں کوشاں رہتے تھے۔ اگر کسی دوست کے بیمار ہونے کی اطلاع ہوتی تو باقاعدہ اس کی تیمارداری کرتے رہتے جب تک کہ وہ صحت یاب نہ ہو جاتا۔

باوجودیکہ آپ کی تنخواہ بھی اور پنشن بھی قلیل تھی۔ آپ نے اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی اور ان کی تربیت کا پورا خیال رکھا۔ آپ کے چار بیٹے میاں عبد المنان صاحب، میاں حبیب احمد صاحب۔ میاں رفیق احمد صاحب۔ میاں ناصر احمد صاحب صاحبِ اولاد اور برسرِ روزگار ہیں اور تین بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹا ناصر احمد آجکل انگلستان میں ہے۔

مکرم مسلم صاحب تقریباً ایک سال سے دل کے بڑھ جانے کی وجہ سے صاحبِ فراش تھے اور اسی بیماری سے بعمر ۷۸ سال مورخہ ۲ر جنوری ۱۹۷۵ء کو ساڑھے دس بجے دن کے وقت وفات پا کر اپنے مولا حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۰

آپ موصی تھے۔ آپ کے بیٹے ۳ تین جنوری کو ایک ٹرک کے ذریعہ آپ کا جنازہ ربوہ لے گئے۔ جہاں بعد نماز عصر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حکم سے مکرم شیخ مبارک احمد صاحب سیکرٹری حدیقۃ المبشرین نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔ بعد تدفین مکرم مولوی محمد حسین صاحب مربی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دُعا کرائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں بلند مقام بخشے اور اپنی کامل رضاء سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی طاقت و توفیق بخشے اور ان کا حافظ و ناصر ہو۔ اللّٰھم آمین

اعلان دارالقضاء

مکرم عبد العزیز صاحب ویٹنس محلہ دارالیمن غربی ربوہ نے درخواست دی ہے کہ میرے والد مکرم چوہدری غلام قادر صاحب وفات پا چکے ہیں۔ قطعہ ۲۱/۱۵ واقع محلّہ دارالیمن رقبہ ایک کنال الاٹ ہے۔ قطعہ مذکور بعض خاندانی وجوہات کی وجہ سے مرحوم نے اپنے نام الاٹ کروایا تھا۔ درحقیقت یہ پلاٹ میرے چھوٹے بھائی محمد ارشد صاحب ظفر ٹیچر کا ہے۔

لہذا استدعا ہے کہ پلاٹ ۲۱/۱۵ محمد ارشد صاحب ظفر کے نام منتقل کرنیکا فیصلہ صادر فرمادیں۔ اِس کارروائی پر عبد اللطیف صاحب پاشا جو مرحوم کے وارث ہیں کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

اگر کسی وارث وغیرہ کو اِس پر کوئی اعتراض ہو تو تیس ۳۰ یوم تک اطلاع دی جاوے۔ (ناظم دارالقضاء۔ ربوہ)

درخواستہائے دُعا

۱۔ آجکل خاکسار بعارضہ انفلوئنزا بیمار ہے اور شدید کمزور ہو گیا ہے۔ احباب کرام میرے لئے دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے مجھے جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین
(حافظ مبین الحق شمس مالک یامین بکڈپو۔ محلّہ دارالعلوم شرقی۔ ربوہ)

۲۔ والدہ محترمہ بیگم قاضی رشید احمد صاحب ارشدؔ مرحوم بعارضہ قلب علیل ہیں۔ احباب سے مخلصانہ دُعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطاء فرمائے اور جملہ پریشانیوں سے نجات دے۔

اِسی طرح میرا نومولود بھانجہ عزیز عمران طارق ابن پروفیسر رشید طارق صاحب ڈسکہ بے حد کمزور و علیل ہے۔ احباب سے اس کی کامل شفایابی کے لئے درخواستِ دعا ہے۔ (امین الرشید ہاشمی۔ کریم نگر۔ لائل پور)

۳۔ خاکسار کی والدہ صاحبہ کچھ عرصہ سے بعارضہ کھانسی اور سینہ میں شدید درد کی وجہ سے بیمار ہیں۔ صحابہ حضرت مسیح موعودؑ اور بزرگانِ سلسلہ سے کامل شفایابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (محمد انوار الحق عفی اللہ عنہ گنج مغلپورہ)

اکسیر معدہ:۔ ہاضمہ کے لئے بہترین چورن۔ نور منجن:۔ دانتوں کے لئے مفید منجن۔ خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ فون ۵۳۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مومن کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ ہر لحظہ زیادہ مستعدی اور تیزی سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے

صراطِ مستقیم کا عرفان ہی کافی نہیں بلکہ اس پر چلنا اور ہر آن تیزی سے حرکت کرنا ضروری ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ اپریل ۱۹۷۴ء میں فرمایا:-

"قرآن کریم نے ہمیں صرف یہ دعا نہیں سکھائی کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرے۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں صراطِ مستقیم کے ایک معنی یہ ہیں کہ وہ راستہ جو کم سے کم کوشش کے نتیجہ میں منزلِ مقصود تک پہنچانے والا ہو۔ دُنیا کی ہر خواہش کے پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ ایک راستہ ہے اور جب تک اُس راہ کا علم انسان کو نہ ہو وہ منزلِ مقصود تک نہیں پہنچتا یا بہت تکالیف اٹھانے کے بعد بہت چکر کاٹ کر اور تکلیف اُٹھا کر اپنی منزل تک پہنچتا ہے۔

ہمیں صرف یہ دعا نہیں سکھائی بلکہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا کی قبولیت کے ساتھ جو ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے اُس کے نبھانے کے لئے دعا ہمیں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں پہلے سکھائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ اے خدا ہمیں توفیق عطا کر کہ جو طاقتیں تُو نے صراطِ مستقیم پر چل کر منازلِ مقصود تک پہنچنے کے لئے عطا کی ہیں ہم انکا صحیح اور پورا استعمال کر سکیں۔ اِسی تفسیر کی روشنی میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ کے یہ معنی ہیں۔ پھر وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دعا سکھائی کہ بتدریج ارتقاء کا قانون اِس مادی دُنیا میں ہمیں نظر آتا ہے اور کسی منزل کو بھی آخری منزل سمجھ کر تسلّی پا جانے کی فطرت ہمیں تُو نے دی نہیں اِسلئے ہر منزل پر پہنچ کر اگلی منزل کی تلاش دل میں پیدا ہوتی ہے اور تیری محبت کی جس منزل پر بھی ہم پہنچے ہوتے ہیں اُس سے زیادہ کے حصول کی خواہش ہمارے دل میں مچلتی ہے اِس لئے ہر منزل جس تک ہم پہنچیں (ان طاقتوں اور کوششوں اور تدابیر کو انتہاء تک پہنچا کر ان طاقتوں کے ذریعہ جو تُو ہمیں دے چکا ہے یعنی اپنی انتہائی کوشش کے نتیجہ میں) وہ تیری پیدا کردہ فطرت کے مطابق ہماری آخری منزل نہیں بلکہ اگلی منزل کی خواہش پیدا ہوتی ہے جس کے لئے پہلے سے زیادہ قوت اور طاقت کی ضرورت ہے اور جب تیری توفیق سے اپنی طاقتوں کا صحیح اور پورا استعمال کر کے ہم ایک جگہ پہنچیں تو پھر ہماری دعا ہے کہ اے ہمارے ربّ ہمیں مزید طاقتیں عطا کر۔ چنانچہ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں اس طرف اشارہ ہے اور اِس طرح پر یہ صراطِ مستقیم جو ایک معنی میں منزل بہ منزل انسان کی خوشیوں کے سامان بھی پیدا کرتا ہے اور دوسرے معنی میں ہر منزل اگلی منزل کی نشاندہی کرتی ہے اور اس طرح پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو مزید حاصل کرنے کی جو خواہش دل میں مچلتی ہے اُس کے لئے مزید طاقتوں کی ضرورت ہے جس کے لئے ہمیں دعا سکھائی۔ پس صرف یہ نہیں کہا کہ ہمیں صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ صراطِ مستقیم کی ہدایت ملنے کے بعد بھی بعض بدقسمت راہِ راست کے کنارہ پر گر کر مر جاتے ہیں اور ان کا جسم اور رُوح سڑ گل جاتی ہے اور تعفّن اُن میں پیدا ہو جاتا ہے۔ آخر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی زندگی میں ہمیں یہ نظارہ نظر آیا کہ بعض ایسے بدقسمت تھے جن کو یہ کامل اور مکمل ہدایت ملی یعنی قرآن عظیم کی شریعت اور جن کو ایک بہترین اُسوہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ملا انہوں نے اس کو ایک حد تک پہچانا اور اس سے فائدہ حاصل کیا اور ایک وقت کے بعد وہ مُرتد ہو گئے۔ پس صراطِ مستقیم کے کنارے پر ان کی روحانی یا بعض دفعہ رُوحانی اور جسمانی ہلاکت واقع ہوئی۔ پس محض صراطِ مستقیم کا عرفان حاصل کر لینا کافی نہیں یعنی اِس ہدایت کا مِل جانا کہ یہ سیدھا راستہ ہے بلکہ اس پر چلنا ضروری ہے اور محض چلنا ضروری نہیں بلکہ ہر لمحہ اور ہر آن پہلے سے زیادہ تیزی کے ساتھ راہِ راست پر حرکت کرنا ضروری ہے تب انسان کو آخری خوشیاں اور جو انتہائی لذّتیں ہیں اور انتہائی خوشی ہے وہ ملتی ہے جس کا نام اِس دُنیا کی جنّت بھی رکھا گیا ہے اور جس کی آخری شکل اِس جہان سے گذرنے کے بعد دوسری زندگی کے اندر انسان کے سامنے آئے گی۔"

(الفضل ۱۵ مئی ۱۹۷۴ء صـ۲)

ہر صاحبِ استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے۔

وقفِ جدید انجمن احمدیہ کے اٹھارھویں سال کا اعلان

احباب اپنی حیثیت اور توفیق کے مطابق زیادہ سے زیادہ وعدے لکھوائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ صلح ۱۳۵۴ ہش مطابق ۳ جنوری ۱۹۷۵ء میں وقفِ جدید انجمن احمدیہ کے اٹھارھویں سال کا اعلان فرمایا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

خدا تعالیٰ کے بے پایاں فضل اور رحمت کے نتیجہ میں وقفِ جدید کو ہر سال کامیابی کے ساتھ غلبۂ اسلام کی مہم میں بھرپور جدّ وجہد کی توفیق ملتی رہی ہے خدا کرے کہ اِس سال پہلے سے بھی بڑھ کر کامیابی نصیب ہو۔ آمین

احباب کی طرف سے انفرادی طور پر اور جماعتوں کی طرف سے بھی وعدہ جات سالِ نَو موصول ہو رہے ہیں۔ نئے سال کے وعدوں کے سلسلہ میں گزارش ہے کہ دوست وعدہ کرتے وقت روپے کی قیمت میں کمی اور مہنگائی کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اپنی حیثیت اور توفیق کے مطابق زیادہ سے زیادہ وعدہ لکھوائیں نیز جو دوست نقد ادا فرما سکیں وعدہ کے ساتھ ہی ادائیگی بھی فرمائیں متعلقہ سیکرٹری صاحبان سے گزارش ہے کہ وصول شدہ رقوم جلد از جلد مرکز میں بھجوا دیں۔

مزید برآں وعدہ جات اور ادائیگی کے وقت سالِ گزشتہ اور نئے سال کی تخصیص کے علاوہ چندہ بالغان اور چندہ دفتر اطفال کی تخصیص بھی فرمائی جائے تاکہ اندراج کے وقت اپنے متعلقہ حسابات میں وعدہ جات اور وصولیات محسوب کی جا سکیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

(ناظم مال وقفِ جدید انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری دوست محمد خان صاحب وفات پا گئیں

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری دوست محمد خان صاحب مرحوم صدر لجنہ اماء اللہ جڑانوالہ ۱۱ جنوری ۱۹۷۵ء کو رات ساڑھے دس بجے یونائیٹڈ کرسچین ہسپتال لاہور میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ — دسمبر ۱۹۷۴ء میں اپنے بچوں سے ملنے اور بعد ازاں جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے کی غرض سے جڑانوالہ سے پہلے لاہور آئیں لیکن وہاں شدید بیمار ہو گئیں۔ جگر اور دل پر بیماری کا اثر تھا۔ بالآخر ۱۲ جنوری کو مولائے حقیقی سے جا ملیں۔

مرحومہ کا جنازہ ان کے چھوٹے فرزند افتخار احمد شمس، داماد چوہدری عبدالوحید خان اور خاکسار ۱۲ جنوری کو لاہور سے بذریعہ ایمبولنس کار ربوہ لائے۔ نماز ظہر کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد ازاں بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے قبر تیار ہونے پر دعا کرائی۔ مرحومہ کے بڑے فرزند ڈاکٹر اعجاز احمد قمر کینیڈا میں ہیں وہ بذریعہ ہوائی جہاز آ رہے تھے لیکن راستہ میں برف کے طوفان کی وجہ سے بروقت ربوہ نہ پہنچ سکے۔ مرحومہ بہت نیک اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ جڑانوالہ میں ہمیشہ ہی چھوٹے بچوں اور بچیوں کو قرآن مجید پڑھاتی رہیں۔

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنّت الفردوس میں درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں خاص مقام قُرب سے نوازے۔ جملہ پسماندگان اور خاص طور پر مرحومہ کے دونوں فرزندوں اور بیٹی کو مولیٰ کریم صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور دین و دُنیا میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

ڈاکٹر غلام اللہ زعیم مجلس انصار اللہ ماڈل ٹاؤن لاہور (E-6، ماڈل ٹاؤن۔ لاہور)